۸۶۴
۲۸/۶/۲۲

کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس جائز ناجائز آمدنی [illegible] دین اسلام شریعت محمدی کی روشنی میں؟

جناب مفتی صاحب۔ [illegible]

عرض مدعا یہ ہے کہ والدین و اسکول، کالج و یونیورسٹی کی ٹرانسپورٹ حضرات دو ماہ کی یعنی جون و جولائی پیشگی فیس وصول کرنے پر تکرار و مباحثہ ہوتا ہے کہ یہ پیشگی جون جولائی دو ماہ کی فیس جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اس تناظر میں دونوں کے موقف کو اُن کے دلائل کے مطابق تحریر کیا جا رہا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ دونوں کے موقف کو بغور مطالعہ کر کے (دین اسلام شریعت محمدی) کے حوالے سے واضح فرما دیں کہ کون درست ہے اور کون غلط ہے۔ تاکہ یہ تکرار اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔ اور کوئی ابہام غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔

اسکول و کالج کی وین، کوسٹر، بس والے والدین سے ماہ جون و جولائی کی فیس پیشگی اس بنیاد پر لیتے ہیں کہ چونکہ اسکول و کالج بھی دو ماہ کی فیس وصول کر رہا ہے۔ لہذا ہمارا یہ حق بالکل درست ہے۔ ہم بھی دو ماہ کیا کریں گے۔ جبکہ والدین کے کچھ اصولی تحفظات ہیں کہ ٹرانسپورٹر حضرات یہ فیس ناجائز وصول کرتے ہیں۔ (1) والدین کا موقف ہے کہ چونکہ اسکول ماہ جون و جولائی بوجہ شدید گرمی تعطیلات اور بوجہ کام سنگ ... مرمت، فرنیچر و دیگر امور کام بند ہوتا ہے۔ لہذا اسکول کے اساتذہ ان دو ماہ میں تدریسی عمل کا فریضہ نہیں دیتے ہیں۔ اور طلباء و طالبات ان دو ماہ میں سیر و تفریح، دوسرے شہروں میں اپنے عزیز اقارب و شادی بیاہ میں اپنے والدین کے ہمراہ جاتے ہیں جس میں اساتذہ برادری بھی شامل ہے۔ لہذا اساتذہ کو تنخواہ کی مد میں فیس دینا بالکل جائز از جائز ہے۔ جبکہ وین، ڈرائیور، ٹرانسپورٹ حضرات زبردستی دھونس کے نام پر (جون + جولائی) کی فیس پیشگی وصول کرنے کے باوجود اس دو ماہ میں (کلفٹن، سی ویو، بیرا ڈائز پوائنٹ، باکس بے، کیمپ ماؤنٹ و دیگر تفریحی مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ لہذا جس گاڑی کی یہ والدین سے دو ماہ کی جون و جولائی پیشگی فیس وصول کر چکے ہیں۔ اس گاڑی کو ان اوقات میں یہ استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اسکول مع عمارت مع اساتذہ فارغ ہیں۔ لہذا اسکول کی عمارت اساتذہ کی فیس (جون و جولائی) لیکر اسی مقام پر کھڑی ہے۔ وہ کسی تفریح مقام پر نہیں ہے۔ لہذا ٹرانسپورٹر حضرات بھی اپنی گاڑیوں کو ان اوقات میں تفریح مقام پر نہ لے جائیں۔ کیونکہ اسکول کی طرح وہ بھی (جون و جولائی) کی فیس وصول کر چکے ہیں۔ اور مزید تفریح مقامات پر جانے کے (اس فیس وصولی کے بعد) بھی ہزاروں روپے کی مد میں ناجائز کمائی کرتے ہیں۔ یا تو وہ والدین سے ان دو ماہ کی فیس نہ لیں۔ بے شک جہاں چاہیں جب چاہیں تفریحی مقامات پر جا کے ہزاروں روپے وصول کریں۔ کوئی قدغن اعتراض نہیں ہے۔ اور اپنی دو ماہ کی وصول کردہ فیس کو جائز کمائی کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بے شک یہ دو ماہ کی پیشگی فیس لیں۔ لیکن اسکول کے اوقات کار کے مطابق صبح گاڑی لیکر نکلیں اسکول کی حدود یا جہاں پارکنگ ہے۔ وہ اسکول کے مقررہ وقت تک رکیں۔ پھر چھٹی کے وقت اسکول انتظامیہ کے پاس اپنے آنے اور جانے کا اندراج کرائیں۔ اس طرح ان کی دو ماہ کی پیشگی وصول کردہ فیس جائز کمائی میں شمار ہوگی۔ اس طرح سے ان کا وقت گاڑی کا استعمال بالخصوص ڈیزل یعنی فیول خرچ ہوگا۔ اور وصول کردہ رقم پیشگی جائز ہوگی۔ واضح رہے کہ اسکول دو ماہ فیس وصول کر کے عمارت اسی جگہ قائم ہے۔ وہ کسی کلفٹن، سی ویو، باکس بے، بیرا ڈائز پوائنٹ پر نہیں ہے۔ چاہے تو جا کر چیک کر لیں۔ جبکہ یہ ٹرانسپورٹر حضرات دو ماہ کی فیس وصول کر کے اسکول کی حدود یا پارکنگ کے بجائے تفریحی مقامات پر ملیں گے مع گاڑی۔ پس ثابت ہوا کہ ان کی والدین سے وصول کردہ فیس کھاتے تو تفریحی مقامات پر ہزاروں روپے وصول کر کے جانا ناجائز ہے۔ چاہے تو چیک کر لیں۔ بات بالکل شفاف ہے کہ اسکول فیس لیکر وہیں قائم ہے۔ جبکہ یہ فیس لیکر سیر و تفریح (تفریحی مقامات) اضافی آمدنی کر رہے ہیں۔ یا تو یہ فیس نہ لیں، تو جائے کریں۔

P.T.O

پوری دنیا میں یہ عالمی ٹریفک قانون رائج اور نافذ ہے کہ اسکول تعلیمی اداروں کی گاڑیوں پر
زرد رنگ (پیلا) لازمی ہے۔ اور اس پر (School Bus) لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اس زرد رنگ
کا اطلاق عالمی قانون کے تحت ہمارے ملک پاکستان پر بھی ہے۔ اسی لئے گذشتہ سال
میں گیس سلنڈر ناقص غیر معیاری کے باعث محکمہ تعلیم و محکمہ پولیس ٹریفک نے معیاری
گیس سلنڈر کی تنصیب بالخصوص اسکول و کالج وین میں نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اسکول کالج کی
گاڑیوں کو پیلا زرد رنگ کرانے کی واضح ہدایت جاری کی ہیں۔ اس لئے چند اچھے مہذب
اصول پسند ٹرانسپورٹر نے عمل کر کے سلنڈر اور (پیلا رنگ) اسکول ٹرانسپورٹ پینٹ کرا لیا۔
مفتی صاحب یہ بھی وجہ ہے کہ جب یہ رنگ پیلا گاڑیوں پر کرائیں گے تو نمایاں ہو جائیں گے
کہ یہ گاڑی صرف درسگاہوں کے لئے مخصوص ہے۔ تفریحی مقامات پر ہنڈا یا اُن کو
گھمائے گا۔ اور ان کے چہرے اسکول کا نام بھی گاڑی دکھائے گا۔ کہ یہ پیلا رنگ پوری
دنیا میں اسکول کے لئے مخصوص ہے۔ تم یہاں تفریحی مقام پر کیا کر رہے ہو۔ آپ نے
کسی بھی ملک کی بیرونی ٹرانسپورٹ جس پر (School Bus) لکھا ہو۔ کسی بھی ملک کے
تفریحی مقامات پر یا چرچ میں شادی کے لئے دیکھا ہے نہیں یہ صرف ہمارے
ملک میں ہے کہ شادی بیاہ تفریح گاہ پر (پیلے رنگ) کے بغیر یہ ٹرانسپورٹ
مافیا اسکول جائے گی۔ اسی لئے والدین درست کہتے ہیں کہ اسکول دو ماہ کی فیس لیکر
اسی جگہ قائم ہے۔ لہذا اسکول ٹرانسپورٹ مافیا دو ماہ کی فیس لیکر تفریح گاہ اور شادی
بیاہ کمرشل رہا ہے۔ انہیں تو ان دو ماہ میں اسکول کی حدود یا پارکنگ میں اسکول
کالج کے اوقات کار میں ہونا چاہیے۔ اور دو ماہ کی پیشگی وصول کردہ فیس کو جائز کمائی
رزق میں تبدیل کرنا چاہیے۔ دونوں کے موقف کی روشنی میں جائز اور ناجائز اسکول
کالج ٹرانسپورٹ کے بارے میں مفصل تفصیل سے جواب سے مطلع فرمائیں۔

واضح رہے کہ ہم والدین کی ان اسکول ٹرانسپورٹر سے کوئی ذاتی عناد۔ پرخاش۔ عداوت
نہیں ہے۔ بس ان تو اصول بالخصوص جائز وصولی رقم کے بارے میں آپکی قرآن و سنت
و شریعت محمدی ﷺ کے مطابق آگاہی لینا مقصود ہے کہ یہ غلط ہے یا صحیح۔ آپ اپنے دینی و
اخلاقی علم کی روشنی سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ شکریہ

[redacted]

منتظر جواب
محمد ایوب خان
الشمس کمپلیکس جوہر موڑ۔
گلستان جوہر۔ کراچی۔
مورخہ 17 اپریل [illegible]

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ ٹرانسپورٹرز اور والدین کے درمیان اجارہ کا معاہدہ ہوتا ہے، جس میں فقہائے کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ عرفاً جو چھٹی کے دن ہوتے ہیں، مثلاً آج کل اتوار کا دن، نیز مسانہہ (یعنی سالانہ معاہدہ) میں جون جولائی کے دو مہینے، ان میں اجیر (کام کرنے والے) کو کام پر مجبور نہیں کیا جائے گا، بزازیہ میں ہے:

استأجر تلميذاً مسانهة أو مشاهرة و لم يذكر الليل والنهار لا يدخل يوم الجمعة ولا كل الليل بحكم العرف.(الفتاوى البزازية - (المجلد 11/2 الصفحة 16 دارالفكر بيروت)

دوسری بات یہ ہے کہ عرفاً جو چھٹی کے دن ہوتے ہیں، ان کی فیس بچوں کے والدین یہ کہہ کر روک نہیں سکتے کہ یہ چھٹیوں کے دنوں کی تنخواہ ہے۔ جیسے اتوار کے دن کی چھٹی کی فیس کوئی بھی نہیں کاٹتا، بالکل اسی طرح اگر معاہدہ سالانہ ہوا ہو جیسا کہ اسکولوں میں داخلہ ایک تعلیمی سال کے لیے ہوتا ہے تو جون جولائی کی فیس کو نہیں کاٹا جائے گا۔ [[الّا یہ کہ معاہدہ طے کرتے وقت شروع سے ہی یہ بات باہمی رضامندی سے طے کر دی جائے کہ "اتنے دن چھٹی کے ہونگے، اور حساب کر کے ان دنوں کی جو فیس بنے گی، اسے کل فیس سے منہا کیا جائے گا" تو ایسی صورت میں جو چھٹی کے دن ہونگے ان کے حساب سے فیس کو منہا کرنا درست ہوگا۔ اور اگر شروع سے یہ بات طے نہیں کی گئی جیسا کہ عام طور پر نہیں کی جاتی، تو چھٹیوں کے بقدر فیس منہا کرنے کا حق والدین کو حاصل نہ ہوگا بلکہ تمام مہینوں کی فیس ادا کرنی ہوگی، جیسا کہ در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ:

استأجر حماما و شرط حط أجرة شهرين للعطلة، وإن شرط حطه قدر العطلة صح بزازية. [وقال في رد المحتار تحته]: (قوله للعطلة)........ ووجه الفساد أن مقتضى العقد أن لا تلزم الأجرة مدة العطلة قلت أو كثرت كما في الذخيرة، فتقييد حط الشهرين مما لم يقتضه العقد، بخلاف اشتراط حط قدرها، وهذا نظير ما لو شرى زيتا في زق واشترط حط أرطال لأجل الزق فسد، بخلاف حط مقدار الزق.(الدر المختار مع رد المحتار 6 / 44)]]

تیسری بات یہ ہے کہ اگر معاملہ ماہانہ بنیاد پر کیا جائے تو اس کی فقہی حیثیت یہ ہے کہ ماہانہ بنیادوں پر معاہدہ طے کرنے سے ایک ایک مہینے کا اجارہ منعقد ہوگا، اور ہر مہینہ کا اجارہ علیحدہ علیحدہ ہوگا یعنی ایک ماہ

پورا ہونے کے بعد اگر نئے مہینے میں بھی عمل جاری رہا تو اس نئے مہینہ کا اجارہ بھی از خود منعقد ہو جائیگا، یہی سلسلہ پورے سال چلتا رہے گا۔ لہذا ایسی صورت میں اگر جون جولائی کے مہینے میں عمل نہیں پایا جائے گا تو اجارہ بھی منعقد نہیں ہوگا، اور اجیر (ٹرانسپوٹرز) جون و جولائی کی اجرت (فیس) کے مستحق بھی نہیں ہونگے۔ لہذا اگر معاملہ ماہانہ ہوتا ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تو ٹرانسپوٹرز کے لئے جون و جولائی کی فیس لینا جائز نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں آپ کے اصل سوال کا جواب یہ ہے وین ڈرائیورز اور والدین کے درمیان اگر معاملہ سالانہ بنیاد پر طے کیا جائے، مثلاً یہ کہا جائے کہ سال بھر کی فیس بارہ ہزار روپے ہوگی، اور اس میں یہ طے کر دیا جائے کہ فیس یکمشت ادا کی جائیگی یا یہ متعین قسطوں میں ادا کی جائیگی (اور اس میں چھٹیوں کے بقدر فیس منہا کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی) تو ایسی صورت میں یہ پوری کی پوری فیس سال بھر کے مقابلے میں ہوگی، لہذا والدین کچھ فیس کو یہ کہہ کر نہیں روک سکتے کہ یہ چھٹیوں کے دنوں کی تنخواہ ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ وین والے کو حسبِ معاہدہ پورے سال کی فیس ادا کریں۔

لیکن اگر معاہدہ ماہانہ بنیاد پر ہوا ہو جیسا کہ گاڑی اور ڈرائیور سے بالعموم ماہانہ بنیاد پر ہی معاملہ طے کیا جاتا ہے، یا معاہدہ ہوتے وقت آپس میں یہ طے کر لیا ہو کہ چھٹیوں کے دو ماہ کی فیس نہیں دی جائے گی، تو ان دونوں صورتوں میں چھٹیوں کے مہینوں کی فیس کی ادائیگی لازم نہ ہوگی، کیوں کہ ڈرائیور جس مہینے کام نہیں کرے گا، اس مہینے کا اجارہ بھی منعقد نہیں ہوگا، لہذا فیس لینا بھی درست نہ ہوگا۔

لما فی الهداية في شرح بداية المبتدي – (3 / 237و 292/5البشري)

قال: "وإن استأجر دارا سنة بعشرة دراهم جاز وإن لم يبين قسط كل شهر من الأجرة"؛ لأن المدة معلومة بدون التقسيم فصار كإجارة شهر واحد فإنه جائز وإن لم يبين قسط كل يوم، ثم يعتبر ابتداء المدة مما سمى وإن لم يسم شيئا فهو من الوقت الذي استأجره؛ لأن الأوقات كلها في حق الإجارة على السواء فأشبه اليمين، بخلاف الصوم؛ لأن الليالي ليست بمحل له.

وفي الفتاوى البزازية – (المجلد 11/2 الصفحة 16 دارالفكر بيروت)

استأجر تلميذاً مسانهة أو مشاهرة ولم يذكر الليل والنهار لا يدخل يوم الجمعة ولا كل الليل بحكم العرف.

وفي الهندية – (4 / 417)

استأجر أجيرا شهرا ليعمل له كذا لا يدخل يوم الجمعة للعرف وابتداؤه من صلاة الفجر، كذا في خزانة الفتاوى.

وفي الفتاوى البزازية – (المجلد 11/2 الصفحة 18 دارالفكر بيروت)

استاجر حماماعلى انه ان نابته نائبة لااجر عليه، او علي ان يحط عنه اجر شهرين لعطلته فسدت، وان علي ان لا يكون عليه اجر العطلة في بين المدة صح.

وفي الدر المختار – (6 / 44)

استأجر حماما وشرط حط أجرة شهرين للعطلة، فإن شرط حطه قدر العطلة صح بزازية.

وفي رد المحتار

(قوله للعطلة) بالضم: اسم من تعطل بقي بلا عمل قاموس ويعني أنها تفسد، وكان الأولى أن يصرح به كما في البزازية لكنه يعلم من مقابله، ووجه الفساد أن مقتضى العقد أن لا تلزم الأجرة مدة العطلة قلت أو كثرت كما في الذخيرة، فتقييد حط الشهرين مما لم يقتضه العقد، بخلاف اشتراط حط قدرها؛ وهذا نظير ما لو شرى زيتا في زق واشترط حط أرطال لأجل الزق فسد، بخلاف حط مقدار الزق.

وفي الهداية في شرح بداية المبتدي – (3 / 237و 292/5البشري)

قال: "ومن استأجر دارا كل شهر بدرهم فالعقد صحيح في شهر واحد فاسد في بقية الشهور، إلا أن يسمي جملة شهور معلومة"؛ لأن الأصل أن كلمة كل إذا دخلت فيما لا نهاية له تنصرف إلى الواحد لتعذر العمل بالعموم فكان الشهر الواحد معلوما فصح العقد فيه، وإذا تم كان لكل واحد منهما أن ينقض الإجارة لانتهاء العقد الصحيح "ولو سمى جملة شهور معلومة جاز"؛ لأن المدة صارت معلومة.

قال: "وإن سكن ساعة من الشهر الثاني صح العقد فيه ولم يكن للمؤجر أن يخرجه إلى أن ينقضي، وكذلك كل شهر سكن في أوله ساعة"؛ لأنه تم العقد بتراضيهما بالسكنى في الشهر الثاني، إلا أن الذي ذكره في الكتاب هو القياس، وقد مال إليه بعض المشايخ، وظاهر الرواية أن يبقى الخيار لكل واحد منهما في الليلة الأولى من الشهر الثاني ويومها؛ لأن في اعتبار الأول بعض الحرج..............

والله سبحانه وتعالى اعلم

عبدالرحمن خضر

عزیر طارق بلوانی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٢٦/ذی الحجہ/1438ھ

١٨/ستمبر/2017ء

الجواب صحیح

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

٢٧-١٢-١٤٣٨ھ

19-09-2017

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

٢٧-١٢-١٤٣٨ھ

الجواب صحیح

٢٨/١٢/١٤٣٨ھ

الجواب صحیح

٢٨/١٢/١٤٣٨ھ

الجواب صحیح

٢٨/١٢/٣٨ھ

الجواب صحیح

٢٩/١٢/١٤٣٨ھ

الجواب صحیح

٢٩-١٢-١٤٣٨ھ

دار الافتاء

الجواب صحیح

٢٩/١٢/١٤٣٨

الجواب صحیح

٢-١-١٤٣٩ھ